اردو اور بلتی کا صوتی تقابل: ایک جائزہ

Phonetic Comparison of Urdu and Balti: A Review

Jamil Hussain

PhD Scholar, and Lecturer Islamabad Model College for boys G-10/4 Islamabad

Email: jh2094@gmail.com

Dr Abdul Sattar Malik

Lecturer Department of Urdu, Allama Iqbal Open University, Islamabad

Abstract

This article is the study of language and its structure from a scientific perspective, analyzing phonetics. Phonetics is the main area of a language. Phonetics has three branches: Articulacy Phonetics, Acoustic Phonetics and Auditory Phonetics. Vocal organs have also an important role in the phonetics. Urdu and Balti are different languages belonging from different families. Balti is spoken in the north of Pakistan and has its own characteristics, so this article is a brief comparative study of Urdu and Balti phonetics.

Keywords: Phonetics, vocal organs, vowels, consonants, Urdu, Balti language.

مقدمہ:

اشرف المخلوق ہونے کے ناطے انسان کو خالق نے گویائی کی طاقت دی۔ اسی خصوصیت کی وجہ سے وہ جانوروں سے ممتاز ہو گیا۔ چوں کہ نطق کی صلاحیت ہر مخلوق میں نہیں ہے۔ جہاں وہ بول سکتا ہے وہیں دوسروں کی بولی ہوئی باتیں سن اور سمجھ بھی سکتا ہے۔ بچہ سب سے پہلے اپنے ماحول کی آوازوں کو سنتا ہے اور ان کو نقل کرنے کی کوشش میں بولنا سیکھتا ہے جب کہ پڑھنے اور لکھنے کی صلاحیت بہت بعد میں حاصل کرتا ہے۔

ہر فرد اپنی عمر کے ابتدائی حصے سے ایک زبان سیکھتا ہے اور اسے استعمال کرنے کے لیے اسے اس زبان کی گرامر یا اس کی ساخت کے بارے میں جاننا ضروری نہیں ہے اور وہ ساری زندگی اسی زبان کو بولتا رہتا ہے لیکن جب وہ کسی دوسری زبان کو سیکھتا ہے وہاں اسے اس زبان کی خاص آوازوں کا علم ہونا ضروری ہے تاکہ وہ اس زبان کو صحیح طور طریقوں سے بول سکے۔ ان آوازوں کے مخارج کا علم صوتیات کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

صوتیات کا لفظ "صوت" سے مشتق ہے اور صوت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی آواز کے ہیں۔

صوتیات لسانیات کی وہ بنیادی شاخ ہے جس میں کسی زبان کی آوازوں کے مخارج کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ "لسانیات کے بنیادی اصول" میں صوتیات کی یوں تعریف کی گئی ہے:

"صوتیات لسانیات کی وہ شاخ ہے جس میں کسی زبان کی آوازوں کے مخارج کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس میں ہم منہ کے ان حصوں کا مطالعہ کرتے ہیں جن سے ہم بولنے میں مدد لیتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح کام کرتے ہیں۔"[1]

صوتیات کا تعلق زبان کی زبانی یعنی تقریری شکل سے ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں: پہلی قسم تکلمی صوت کے تلفظ سے متعلق ہے جسے تلفظی صوتیات (Articulacy Phonetics) کہا جاتا ہے۔ دوسری قسم سمعیات سے تعلق رکھتی ہے جسے سمعیاتی صوتیات (Acoustic Phonetics) کہا جاتا ہے۔ تیسری قسم کو سمعی صوتیات (Auditory Phonetics) کہا جاتا ہے۔ تلفظی صوتیات میں اس چیز کا مطالعہ کیا جاتا ہے کہ کسی لفظ کا تلفظ کرنے میں تکلم کے اعضا کس طرح کام کرتے ہیں۔ ان اعضا اور ان کی حرکت کو دیکھا جاتا ہے جن سے طرح طرح کی آوازیں پیدا ہوتی ہیں۔ سمعیاتی صوتیات میں بولنے اور سننے والے کے درمیان ترسیل کے دوران تکلمی صوت کی طبعی خصوصیات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جب کوئی کچھ بولتا ہے تو اس کی آواز کے نکلنے کے نتیجے میں ہوا میں لہریں بنتی ہیں جنھیں آواز کی لہریں کہا جاتا ہے۔ مختلف آوازوں سے مختلف طرح کی آوازیں بنتی ہیں جن کو مختلف طریقوں سے کاغذ پر نوٹ کرنے کے بعد ان کی خصوصیات کا تعین کیا جاتا ہے۔ جب کہ موخر الذکر سمعی صوتیات سننے اور آوازوں کے سمجھنے سے متعلق ہے۔ اس قسم میں کان کے پردے پر پڑنے والی آوازوں کے اثرات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

درج بالا قسموں میں سے تلفظی صوتیات کے لیے کسی مشین یا تجربہ گاہ کی ضرورت نہیں جب کہ سمعیاتی صوتیات اور سمعی صوتیات کے لیے مشین اور تجربہ گاہیں ضروری ہیں اس لیے عام طور پر تلفظی صوتیات سے ہی بحث کی جاتی ہے۔

بولنے والے کے دماغ میں بولنے سے قبل کوئی خیال ہوتا ہے اور پھر اسی خیال کو اظہار کا جامہ پہنانے کے لیے اعصابی نظام کے ذریعے اعضائے تکلم تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ اعضائے تکلم میں ارتعاش پیدا ہونے کی وجہ سے آوازوں کے بننے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ یہی آوازیں ہوائی لہروں کی مدد سے سننے والے کے کانوں سے ٹکراتی ہیں اور اعصاب کے ذریعے وہ پیغام سامع کے دماغ تک پہنچ جاتا ہے جہاں دماغ کے ذریعے اس کو سمجھا جاتا ہے۔ اس عمل کو ہم عام طور پر کہنا اور سننا سے تعبیر کرتے ہیں۔

آوازوں کو ادا کرنے کے لیے ہوا کی ضرورت ہوتی ہے جو ہمارے پھیپھڑوں سے نکلتی ہے اور حلق کے راستے سے ہوتی ہوئی منہ اور ناک سے نکل جاتی ہے۔ ہوا کے خارج ہونے کے دوران اگر زبان، گلے یا تالو کی مدد سے روکا جائے یا کم یا زیادہ کیا جائے یا ہوا کے خروج کے راستوں کو چھوٹا یا بڑا کیا جائے تو آوازیں پیدا ہوتی ہیں۔ ہر زبان میں ان آوازوں کا اپنا خاص نظام ہوتا ہے۔ ان آوازوں کی پہچان کے لیے اعضائے تکلم کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

اعضائے تکلم:

ایسے اعضا جن سے آوازیں پیدا ہوتی ہیں ان کو اعضائے تکلم کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر اقتدار حسین اعضائے تکلم کی تعریف کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"جن اعضا سے زبان کی مختلف اصوات پیدا ہوتی ہیں ان کو اعضائے تکلم یا(VOCAL ORGANS) کہتے ہیں۔ ان اعضا کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایک وہ جو حرکت کر سکتے ہیں۔ ان کو ہم تلفظ کار کہتے ہیں۔ دوسرے وہ جو جامد رہتے ہیں۔"[۲]

دہنی جوف کے اعضا درج ذیل ہیں:

بالائی لب، نچلا لب، بالائی دندان، نچلے دندان، زبان، تالو، لہات اور حلقوم۔

انفی جوف کے اعضا یہ ہیں:

بالائی لب، نچلا لب، بالائی دندان، نچلے دندان، لثہ، سخت تالو، غشا (نرم تالو)، لہات، نوک زبان، زبان کا درمیانی حصہ، زبان کا پھل، زبان کا نچلا حصہ، حلقوم، حلق پوش، حلق، صوت تانت، حنجرہ اور سانس کی نالی۔ ہونٹ: اوپر والے اور نیچے والے ہونٹوں کی مدد سے کچھ آوازیں ادا ہوتی ہیں۔ دونوں ہونٹوں کے چپکنے سے ہوا مکمل رک جاتی ہے، یا دونوں

ہونٹوں کے درمیان صرف اتنا فاصلہ رہ سکتا ہے کہ ہوا رگڑ کے نتیجے میں خارج ہو جائے یا پھر ہونٹوں کے گول ہونے یا پھیل جانے سے مختلف آوازیں خارج ہو جاتی ہیں۔

دندان: چند آوازیں اوپر والے دانتوں کے نچلے ہونٹ سے لگنے سے جب کہ چند آوازیں زبان کی نوک کے اوپر والے دانتوں کے اندرونی حصے سے لگنے سے ادا ہوتی ہیں۔

لثہ: اوپر والے دانتوں کے اندر کی طرف جو مسوڑھے ہوتے ہیں وہ لثہ کہلاتے ہیں۔ کچھ اصوات کے تلفظ میں زبان کی نوک ان سے لگتی ہے۔

سخت تالو: لثہ کے عین اوپر اندر کی جانب پیالہ نما حصہ سخت تالو کہلاتا ہے۔ زبان کا پھل اس سے مس کرتا ہے تو آواز پیدا ہوتی ہے۔

غشا: سخت تالو کے بعد نرم تالو آتا ہے جسے غشا کہا جاتا ہے۔ یہ حصہ لچک دار ہوتا ہے۔ اس سے زبان کا پچھلا حصہ لگتا ہے۔

لہات: نرم تالو کے بعد حلق کی جانب ایک نہایت لچک دار گوشت کا ٹکڑا درمیان میں لٹکا ہوتا ہے جسے کوا بھی کہا جاتا ہے۔ کوا کے زبان کے پچھلے حصے سے چپکنے کے نتیجے میں ہوا ناک سے راستے سے خارج ہو جاتی ہے۔

زبان: اعضائے تکلم میں جو حصہ سب سے زیادہ حرکت میں ہوتا ہے وہ زبان ہے۔ زبان بہت سی آوازوں کی ادائیگی میں مددگار ہوتی ہے۔ آوازوں کے ادا ہونے کے اعتبار سے زبان کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جن میں نوک زبان، جو اوپر والے دانتوں اور لثہ سے لگتی ہے، زبان کا درمیانی حصہ سخت تالو کو مس کرتا ہے، زبان کا پچھلا حصہ نرم تالو سے لگتا ہے اور زبان کے اوپر والے حصے جو زبان کا پھل کہا جاتا ہے۔

حلقوم: زبان کے پچھلے حصے اور حنجرے کے درمیانی حصے کو حلقوم کہا جاتا ہے۔

حلق پوش: زبان نما ایک چھوٹا سا حصہ حنجرے کے اوپر واقع ہوتا ہے جو اندر نگلنے والی کسی بھی شے کو حنجرے میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔ اگر لاپروائی سے کوئی چیز اندر چلی جائے تو فوراً اسے باہر نکال لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کھانا کھاتے وقت بھی سانس لے سکتے ہیں۔ یہ بات واضح رہے کہ حلق پوش کسی آواز کو ادا کرنے میں کوئی کردار ادا نہیں کرتا۔

حلق: صوت تانت کے درمیان کا شگاف والا حصہ حلق کہا جاتا ہے۔

صوت تانت: کوئی بھی آواز نکالنے کے دوران ہوا پھیپھڑوں سے خارج ہوتی ہوئی سانس کی نالی سے گزرتی ہے اور حنجرے میں پہنچ جاتی ہے جہاں یہ دو جڑی ہوئی لچک دار جھلیوں کے درمیان سے ہو کر منہ میں پہنچتی ہے ان جھلیوں کو صوت تانت کہا جاتا ہے۔ ان جھلیوں کا سامنے والا حصہ جڑا ہوتا ہے جب کہ ان کا پچھلا حصہ علیٰحدہ ہوتا ہے۔ ان کے درمیانی حصے کو حلق کہا جاتا ہے۔ آوازوں کی ادائیگی میں صوت تانت کا نہایت اہم کردار ہے۔ اس میں کھینچاؤ پیدا ہونے سے اس کی جھلیوں میں ایک خاص قسم کا ارتعاش پیدا ہوتا ہے اس ارتعاش کی صورت میں ادا ہونے والی آوازوں کو مسموع آوازیں کہا جاتا ہے اور اگر آواز کے نکلنے کے دوران صوت تانت میں ارتعاش پیدا نہ ہو تو اسے غیر مسموع آواز کا نام دیا جاتا ہے۔ صوت تانت کے ارتعاش کی اپنی خاص تعداد ہوتی ہے جس سے سر کا تعین کیا جاتا ہے۔ مردوں میں اس ارتعاش کی تعداد عام طور پر سو سے ڈیڑھ سو سائیکل فی سیکنڈ کے حساب سے ہوتی ہے جب کہ عورتوں میں یہ دو سو سے سوا تین سو سائیکل فی سیکنڈ ہوتی ہے۔ اگر صوت تانت کے قریب ہو لیکن ان میں ارتعاش پیدا نہ ہو تو اس کو آواز نہیں بلکہ پھسپھسی کہا جاتا ہے۔

حنجرہ: حنجرہ کرہ اور عضلے کا ایک حصہ ہے جو فریم کی شکل کا ہوتا ہے جس میں صوت تانت ہوتے ہیں۔

سانس کی نالی: یہ نالی پھیپھڑوں اور حنجرے کو جوڑتی ہے جس میں سے ہوا کا گزر ہوتا ہے۔

- **مصمتے**

صوتیات کے بنیادی مباحث اور اعضائے تکلم کے بیان کے بعد آوازوں کی قسموں پر روشنی ڈالی جائے گی۔ کسی بھی زبان کی آوازوں کو دو خاص حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے: مصمتے اور مصوتے۔ انگریزی میں مصمتوں کو CONSONANTS اور مصوتوں کو VOWELS کہا جاتا ہے۔

مصمتوں کو سمجھنے کے لیے ذیل میں ایک خاکہ پیش کیا جارہا ہے:

طریقہ ادائیگی			دولبی	لب دندا	دندانی	لثاہی	کوزی	تالوی	غشائی	لہاتی	حلقی
مخارج											
بندشی	غیر مسموع	غیر ہاکاری	پ		ت		ٹ	چ	ک	ق	
	غیر مسموع	ہاکاری	پھ		تھ		ٹھ	چھ	کھ		
	مسموع	غیر ہاکاری	ب		د		ڈ	ج	گ		
	مسموع	ہاکاری	بھ		دھ		ڈھ	جھ	گھ		
انفی	مسموع	غیر ہاکاری	م			ن					
صفیری	غیر مسموع	غیر ہاکاری		ف		س		ش	خ		ہ
	مسموع	غیر ہاکاری		(و)		ز		ژ	غ		
بغلی	مسموع	غیر ہاکاری				ل					
لہردار	مسموع	غیر ہاکاری				ر					
تھپکدار	مسموع	غیر ہاکاری					ڑ				
	مسموع	ہاکاری					ڑھ				

ڈاکٹر اقتدار حسین خان مصمتے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مصمتے وہ آوازیں ہیں جن میں سانس کی ہوا کو اپنے راستے میں کوئی رکاوٹ ملتی ہے جس سے رگڑ پیدا ہوتی ہے۔ یہ رکاوٹ ہوا کو مکمل طور سے روک کر یا اس کو ایک تنگ راستے سے گزرنے سے پیدا ہوتی ہے۔"[۳]

ہوا جب پھیپھڑوں سے نکلتی ہے تو اگر کسی جگہ رکاوٹ پیدا ہو جائے یا کسی تنگ جگہ سے گزارا جائے یا منہ کے اندر کسی ایک جانب موڑا جائے یا زبان کی نوک میں ارتعاش پیدا ہو جائے اور ایسی حالت میں جو آوازیں نکلتی ہیں ان کو مصمتے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر اقتدار حسین خان نے مصمتوں کو تین معیاروں پر متعین کیا ہے:

(الف)　وہ جگہ جہاں ہوا کے بہاؤ میں رکاوٹ پیدا ہو جائے۔ اس کو مقام تلفظ یا مخرج نقطہ کہا جاتا ہے۔

(ب)　وہ طریقہ جس طرح رکاوٹ ہوتی ہے اس کو طرز تلفظ کہا جاتا ہے۔

(ج) صوتی تانت میں تھرتھراہٹ ہے یا نہیں۔ مسموعیت ہے یا نہیں۔

ان تین باتوں کے علاوہ تین مزید منزلیں بھی ملحوظ نظر ہیں:

(الف) ابتدا۔ کون سے اعضا کس طرح حرکت میں آتے ہیں اور کیا صورت اختیار کرتے ہیں۔

(ب) یہ اعضا کتنی دیر اس حالت میں رہتے ہیں۔

(ج) نکاس۔ سانس کی ہوا کس طرح خارج ہوتی ہے اچانک یا آہستہ۔[۴]

ہوا جب پھیپھڑوں سے ہو کر منہ سے خارج ہوتی ہے تو اسے مختلف مقامات پر روکا جا سکتا ہے اور پھر وہاں سے ہوا خارج ہوتی ہے انھیں مخرج نقطے یعنی POINT OF ARTICULATION کہا جاتا ہے۔ یہ مخارج درج ذیل ہیں:

دولبی: دونوں ہونٹوں سے ہوا کو روکا جائے تو "ب" اور "پ" کی آوازیں خارج ہوتی ہیں۔

لب دنتی: نچلے ہونٹوں کے اوپر والے دانتوں سے لگنے سے "ف" ایسے حروف نکلتے ہیں۔

دندانی: زبان کی نوک سے اوپر والے دانتوں پر تنفسی بہاؤ کو روکا جائے تو "د" ایسے حروف ادا ہوتے ہیں۔

لثوی: زبان کی نوک اور لثہ کی مدد سے جو حروف خارج ہوتے ہیں انھیں لثوی حروف کہا جاتا ہے جیسے "ٹ"۔

معکوسی: زبان کی نوک اور تالو کی مدد سے خارج ہونے والے حروف معکوسی کہلاتے ہیں۔ زبان کی نوک اوپر ہو کر پیچھے کی جانب مڑتی ہے اور پھر تالو کے ساتھ لگتی ہے۔ جیسے "ٹ" اور "ڈ" ایسی آوازیں۔

تالوئی: زبان کے مختلف حصے مختلف قسم کی آوازوں کی ادائیگی کے لیے سخت تالو کے ساتھ لگنے سے "ج، چ، س، ش" ایسی آوازیں ادا ہوتی ہیں۔

غشائی: زبان کا پچھلا حصہ نرم تالو سے لگنے سے "ک، گ" جیسی آوازیں ادا ہوتی ہیں۔

لہاتی: زبان کا پچھلا حصہ اور کو اہوا کی رکاوٹ کا سبب بنیں تو "ق" کی ادائیگی ہوتی ہے۔

حلقی: صوت تانت بند ہونے سے جب ہوا رک جاتی ہے تو عربی کی آواز "ع" خارج ہوتی ہے۔

طرز تلفظ: تلفظ کے ادا کرنے کے انداز کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

(الف) ایسے مصمتے جن کے پیدا کرنے میں ہوا کا راستہ ایک لمحے کے لیے مکمل طور پر بند ہو جاتا ہے۔ اس نوع کی آوازوں کو بندشی آوازوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان آوازوں کی ادائیگی کے وقت رکی ہوئی ہوا زوردار طریقے سے نکلتی ہے۔

(ب) ایسے مصمتے جن میں ہوا کسی تنگ راستے سے مسلسل گزرتی رہتی ہے۔ اس قبیل کی آوازوں کو جاریہ کہا جاتا ہے۔ جاریہ آوازوں کو مزید دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، صفیری مصمتے: ایسے مصمتے جن میں ہوا کے بہاؤ کو خارج ہوتے ہوئے منہ میں کسی بھی جگہ تنگ راستے کی وجہ سے رگڑ کے ساتھ گزرنا پڑتا ہے۔ جیسے "ف" کی آواز۔

ڈاکٹر نصیر احمد خان نے مصمتوں کو دو بڑے گروپوں میں تقسیم کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں: بندشی مصمتے (STOP CONSONANTS) اور جاریہ مصمتے (CONTINUANTS)۔ ان کے نزدیک اپنے طریقہ ادائیگی کے اعتبار سے بندشی مصمتے چھے شقی تضاد رکھتے ہیں، یعنی ان میں ہونٹ، دانت، کوز، تالو، غشا اور لہات کی مدد سے فرق محسوس کیا جاسکتا ہے۔ یہ قطعہ دار مخارج کے لحاظ سے چار شقی تضاد بھی رکھتے ہیں یعنی ہاکاریت اور مسموعیت کی موجودگی اور غیر موجودگی کے باعث ان میں تفریق پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اردو کی بندشی آوازوں میں چار دولبی (پ، پھ، ب، بھ) چار دندانی (ت، تھ، د، دھ) چار کوزی (ٹ، ٹھ، ڈ، ڈھ) چار تالوئی (چ، چھ، ج، جھ) چار غشائی (ک، کھ، گ، گھ) اور ایک لہاتی (ق) آواز ہے۔ انھیں گیارہ غیر مسموع (پ، پھ، ت، تھ، ٹ، ٹھ، چ، چھ، ک، کھ، ق) دس مسموع (ب، بھ، د، دھ، ڈ، ڈھ، ج، جھ، گ، گھ) گیارہ ہاکاری (پ، ب، ت، د، ٹ، ڈ، چ، ج، ک، گ، ق) اور دس ہاکاری (پھ، بھ، تھ، دھ، ٹھ، ڈھ، چھ، جھ، کھ، گھ) فونیموں کی شکل میں بھی پہچانا جاتا ہے۔[۵]

دوسری قسم گونج دار آوازوں کی ہے۔ جن میں ہوا کا بہاؤ بغیر رگڑ کے نکلتا ہے البتہ منہ کے خلا کی صورت اور حجم زبان کی مدد سے اس طرح تبدیل ہوتا ہے کہ ہوا میں گونج پیدا ہوتی ہے۔ جیسے "ل" اور "ر" کی آوازیں۔

گونج دار آوازوں کی ممکنہ تین صورتیں یہ ہیں:

پہلوئی: اس میں زبان کا درمیانی حصہ اوپر تالو سے لگ جاتا ہے جیسے "ل" کی آواز۔

انفی: اگر ہوا کو منہ میں کسی جگہ روک دیا جائے تو وہ ناک کے راستے سے خارج ہوتی ہے۔ جیسے اگر ہوا کو لثہ کی جگہ روک دیا جائے تو "ن" کی آواز اور اگر ہونٹوں پر روکا جائے تو "م" کی آواز ادا ہوتی ہے۔

نیم مصوتہ یا بغیر رگڑ کی جاریہ آواز: زبان کا درمیانی حصہ اوپر تالو کی جانب اٹھے تو "ی" کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

صوت تانت کی شکل: مصمتوں کے معیار کو متعین کرنے اور اس کو جانچنے کا تیسرا راستہ صوت تانت کا ہے۔ صوت تانت کی حالت معلوم کر کے کسی مصمتے کو بیان کیا جاسکتا ہے۔ اگر صوت تانت مکمل طور پر کھلے رہیں اور ہوا کا گزر آسانی سے ہو تو ان تانت میں کوئی حرکت نہ ہوگی۔ ایسی صورت میں اس مصمتے کو غیر مسموع کہا جائے گا۔ غیر مسموع آوازوں کی ادا کے وقت

تانت میں تھرتھراہٹ پیدا نہیں ہوتی۔ اور اگر ہوا کے گزر کے وقت صوت تانت ایک دوسرے سے لگے رہیں تو ہوا کا بہاؤ کپکپی کی سی کیفیت کے ساتھ خارج ہو گی ایسے مصمتے کو مسموع کہا جائے گا۔ گویا مسموع آوازوں کی ادائیگی کے وقت صوت تانت میں تھرتھراہٹ پیدا ہوتی ہے۔

- **بلتی زبان کے مخصوص مصمتے:**

بلتی زبان کے رسم الخط اور اردو زبان کے رسم الخط میں سوائے چند حروف کے کوئی فرق نہیں ہے۔ اردو اور بلتی زبانوں میں بہت سے اشتراکات ملتے ہیں۔ ڈاکٹر جابر حسین نے اپنے ایک مضمون میں گلگت بلتستان کے خطہ بلتستان میں بولی جانے والی ایک اہم زبان "بلتی" اور اردو زبان کے الفاظ میں موجود باہمی املائی، معانیاتی اور صوتی اشتراکات کا جائزہ پیش کرنے کے لیے تین طرح کے الفاظ زیر بحث لائے ہیں۔ اس ضمن میں انھوں نے لکھا ہے کہ ان میں پہلی قسم کے الفاظ وہ ہیں جو محض صوتی (تلفظ) اور املائی لحاظ سے اردو اور بلتی میں مشترک ہیں اور معانی کے لحاظ سے مختلف معانی کے حامل ہیں۔[۶] آگے چل کے ایسی مثالیں پیش کی ہیں جن میں صوتی اشتراکات موجود ہیں۔ جیسے: "نَم" بلتی میں صبح سویرے کو کہا جاتا ہے جب کہ اردو میں تری کے معنی میں آتا ہے۔ "بَل" بلتی میں اون کو کہا جاتا ہے اور اردو میں شکن کے معنوں میں آتا ہے۔ "دِکھا" بہ معنی اِدھر اردو میں دکھانا سے فعل امر کا صیغہ ہے۔[۷]

بلتی زبان میں موجود خاص آوازوں کی ادائیگی اردو کے عام حروف تہجی سے ممکن نہیں تھی اس لیے بلتی قاعدہ کے مرتبین نے بلتی حروف تہجی میں نو مخصوص آوازوں کا اضافہ کیا ہے اور ہم نے بھی اس مقالے میں مصمتوں اور مصوتوں کی تعیین کے لیے اسی قاعدے کو معیار بنایا ہے کیوں کہ اولاً تو اس کے مرتبین میں بلتی زبان کے نامی گرامی ادیب اور اہل نظر شامل ہیں، دوم یہ کہ اس قاعدے کو حلقہ علم و ادب بلتستان کی تائید حاصل ہے جو علم و ادب کی ترویج و اشاعت اور زبان و ادب کو پروان چڑھانے میں پیش پیش ہے ثالثاً یہ قاعدہ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد سے شائع ہوا ہے جو اردو اور پاکستان کی مقامی زبانوں کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتا رہا ہے۔ مذکورہ قاعدے میں ان آوازوں کی ادائیگی کے لیے ترتیب دیئے گئے حروف درج ذیل ہیں:

ٖ　ٖ　ھ　ز　ژھ　ش　ک　ں (نون غنہ)　ْ

ذیل میں ان حروف سے بننے والے الفاظ دیئے جا رہے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ ان سے کس طرح کے الفاظ بنتے ہیں:

- ·یونگمہ (دیا)
- ·یموق (چیونٹی)

ھ ·ھ (عقاب)

ژ ژونچس (سواری)

ژھ ژھوق (کانٹا)

ش شویت (سیٹی)

ک کرو (گندم) اس حرف کے اوپر ایک ہمزہ (ء) بھی ہے جسے ٹائپ کرنا ممکن نہیں تھا اس لیے کاف کی طرح لکھا گیا ہے۔

ن نِیا (مچھلی) واضح رہے کہ یہ حرف نون غنہ ہے اور بلتی میں نون غنہ کو بھی متحرک حالت میں پڑھا جاتا ہے اور متحرک نون غنہ کی بے شمار مثالیں ہیں۔

° مو° (ڈھول بجانے والا)

بلتی زبان کی ایک اور خاصیت جو دیگر بہت کم زبانوں میں ہے وہ یہ ہے کہ بلتی میں ابتدائی مصمتی خوشے کا وقوع ممکن ہے اگر اس نکتے کو آسان لفظوں میں بیان کیا جائے تو بلتی میں ابتدا بہ ساکن پڑھنا کوئی مشکل نہیں ہے اور اس کی بھی بے شمار مثالیں موجود ہیں، جیسے: بدون (سات)، بگید (آٹھ)، بیانگبو (مکھی)، ترید (پوچھتا ہے)، خسوید (پالتا ہے) وغیرہ۔

بلتی زبان کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس کے بعض الفاظ کے آخری دو حروف تک ساکن ہوتے ہیں، جیسے: تھوبس، تھخس، تھدس، برس، ہلتقس، بوگس، تھولس، تھمس، تھینس، تھنس، زوس۔[۸]

مذکورہ تمام مثالوں کے آخری دو حروف ساکن ہیں۔

اگر نمائندہ آوازوں جیسے ز، ذ، ض اور ظ وغیرہ کو نکال دیا جائے تو بلتی میں مصمتوں کی تعداد تقریباً تیس ہو جاتی ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

ب، پ، ت، ٹ، ث، ج، ·، چ، ·، ح، خ، د، ڈ، ذ، ر، ژ، ژ، س، ش، ش، غ، ف، ق، ک، گ، ک، ل، م، ن۔

- **مصوتے**

مصوتوں کی تفصیلی بحث میں پڑنے سے قبل ذیل کے سوالات کے جوابات کو ملاحظہ کرنا ہوگا:

مصوتے کیا ہیں اور ماہرین لسانیات نے اس اصطلاح کی کیا جامع تعریف کی ہے؟

ڈاکٹر اقتدار حسین خان نے مصوتوں کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"مصوتے وہ آوازیں ہیں جن میں آواز کے اعضا گونج کے خلا بناتے ہیں اور جن میں سے سانس کی ہوا بغیر کسی رگڑ کے گزر جاتی ہے۔۔۔ مصوتوں کے پیدا کرنے میں صوت تانت ضرور تھرتھراتے ہیں یعنی مصوتے ہمیشہ مسموع ہوتے ہیں۔"[۹]

شمشاد زیدی نے مصوتوں کی تعریف ان لفظوں میں کی ہے:

"مصوتے ان آوازوں کو کہتے ہیں جن کی ادائیگی میں نہ تو ہوا منہ میں کسی جگہ رگڑ کھاتی ہے اور نہ ہی کہیں رکتی ہے اگر ناک کا راستہ بند ہو جائے تو ایسی حالت میں ادا ہونے والے دہنی مصوتے کہلاتے ہیں۔ اگر ہوا ناک کے راستے سے باہر نکلے تو ایسی حالت میں ادا ہونے والے انفیائی مصوتے کہلاتے ہیں۔"[۱۰]

شمشاد زیدی نے مصوتوں کی جامع تر تعریف کی ہے اور ان کو مزید دو قسموں میں تقسیم کیا ہے ایسے مصوتے جن کی ادائیگی کے وقت ہوا پھیپھڑوں سے خارج ہو اور بغیر کسی رگڑ کے منہ سے نکلے اور کوئی آواز ادا کرے تو انھیں دہنی مصوتے اور اگر ناک سے نکلے تو انھیں انفی مصوتوں سے تعبیر کیا ہے۔ مصوتوں کے ادا ہوتے وقت چوں کہ صوت تانت میں تھرتھراہٹ پیدا ہوتی اس لیے تمام ماہرین لسانیات نے انھیں مسموع قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر اقتدار حسین خان نے مصوتوں کی درجہ بندی کرتے ہوئے تین معیارات قائم کیے ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں:

(الف) زبان کی اونچائی: زبان کتنی اونچی اٹھتی ہے۔ زبان تالو کے قریب آتی ہے یا تالو سے دور نیچے رہتی ہے۔ اس اونچائی کو ہم اونچا نیچا اور وسط میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(ب) زبان کا حصہ: زبان کا کون سا حصہ محرک ہوتا ہے۔ یعنی زبان کا اگلا حصہ، رجمی یا وسطی۔

(ج) ہونٹوں کی گولائی: ہونٹوں کی شکل گول ہو جاتی ہے یا پھیلی ہوئی رہتی ہے یعنی گول، پھیلے ہوئے یا معمولی۔[۱۱]

مذکورہ تینوں معیارات کے درمیان کافی اختلافات موجود ہیں جن کی بنا پر مصوتوں کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اسی لیے ماہرین لسانیات مصوتوں کی کوئی حتمی تعداد متعین کرنے سے قاصر دکھائی دیتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اولاً تینوں معیارات میں کافی سارے اختلافات ہیں ثانیاً نظریاتی اعتبار سے مصوتوں کی تعداد بھی حد سے تجاوز کر سکتی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اردو میں سائنسی انداز میں آج تک ان پہ خاطر خواہ کام نہیں ہوا اور بہت کم ماہرین نے ان پہ لکھا ہے۔ ایک اور مشکل حرکات اور اعراب کی ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا یہ مصوتے ہیں یا نہیں؟

ڈاکٹر گیان چند نے لکھا ہے کہ اردو میں خفیف مصوتوں کو اعراب یا حرکت اور طویل مصوتوں کو حرف علت کہا جاتا ہے۔[۱۲]

ڈاکٹر نصیر احمد خان نے مصوتوں کی تعداد دس بتائی ہے۔ جن میں سے دو بالائی (ای، اُو)، دو نچلے بالائی (زیر، پیش)، تین وسطی (اے، زبر، او) اور تین نچلے (اَے، ا، اَو) ہیں۔ ان مصوتوں میں فرق کے لیے زبان کی اٹھان کے تین حصے یعنی اگلا، درمیانی اور پچھلا اور زبان کی بلندی کی چار مختلف ڈگریوں جیسے بالائی، نچلی، بالائی، وسطی اور نچلی کا ہونا ضروری ہے۔ ہونٹوں کی پوزیشن کے اعتبار سے یہ مصوتے مدور اور غیر مدور بھی کہلاتے ہیں۔

ڈاکٹر موصوف نے اپنی کتاب میں مصوتوں کو نقشے کی مدد سے دکھایا ہے جسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے[۱۳]:

ہونٹوں کی گولائی

زبان کے مختلف حصے ← / زبان کے مختلف اٹھان ↓	غیر مدور	مدور	
	اگلا	درمیانی	پچھلا
بالائی	ی		و
نچلا بالائی	زیر		پیش
وسطی	ے	زبر	او
نچلا وسطی	اے		اَو
نچلا		ا	

اگر ہم مصوتوں کو مثالوں کی مدد سے بیان کریں تو ان کی یہ صورت بنے گی:

(ی) بالائی، غیر گولائی دار اگلا جیسے: ایقان، بنی، گھی سینٹ، چھینٹ

(ـِ) نچلا، بالائی، غیر گولائی دار اگلا جیسے: ارادہ

(ے) وسطی، غیر گولائی دار، اگلا جیسے: ایک، میل، سے بائیں

(اے) نچلا، وسطی، غیر گولائی دار، اگلا جیسے: غیب، مَیل، لَے میں، بھینس

(ـَ) درمیانی، غیر گولائی دار، وسطی جیسے: آگ، مصالحہ ہنسی

(اُو) بالائی، گولائی دار، پچھلا جیسے: اون، موسیٰ، بو اونچا، کھونٹی

(ـُ) نچلا، بالائی، گولائی دار، پچھلا جیسے: اُن، سُم انگلی

(او) وسطی، گولائی دار، پچھلا جیسے: اولیٰ، موتی، کو ہوں

(اَو) نچلا، وسطی، گولائی دار، پچھلا جیسے: فوت، لَو تَونس

(ا) نچلا، غیر گولائی دار، پچھلا جیسے: آم، تھا آنچل، بھانپ، ماں

زبان کے مختلف حصوں کے اعتبار سے مصوتوں کے اختلاف کی صورتیں درج ذیل ہیں:

(الف) اگلا، پچھلا

ی	مثال: میل	اُو	مثال: مُول
ـــِ	مثال: سن	ـــُ	مثال: سُن
ے	مثال: میل	او	مثال: مول
اے	مثال: مَیل	اَو	مثال: مول

(ب) اگلا، درمیانی، پچھلا

ے	مثال: بیل	ـــَ	مثال: بَل
او	مثال: بول		

- **بلتی زبان کے مصوتے:**

بلتی زبان میں بھی اردو کی مانند دس مصوتے ہیں۔ بلتی کے مصوتوں کو مثالوں کی مدد سے ذیل میں دیا جا رہا ہے:

/ی/	ن ٔن ٔم ی ی	ننگمی (گھر کا فرد)
/ـــِ/	ن ٔم ا	ٔنیمہ (سورج)
/ے/	س ن ٔے ے کھ ا	سنیکھا (کندھے پر)
/اے/	اے اے کھ ا	ایکھا (وہاں)
/ـــَ/	ژَ ھ د	ژھد (گرمی)
/ا/	س ا ا	سا (زمین)
/اُو/	تھ او اول ب ا	تھولبا (چڑھنا)
/ـــُ/	کھ ُ ر ا	کھُرا (اٹھاؤں)
/و/	ب د و و ن	بدون (سات)
/او/	او ی ا	اویا (جی ہاں)

بلتی زبان میں درج بالا مصوتوں کے علاوہ بعض مرکب مصوتے بھی ہیں جنھیں ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے:

تھوئے، رِیو، رَود، کِی (چھری)، بوئی (بیٹے کا)، بوو (بیٹا)۔[۱۴]

دہرے مصوتے (Diphthong): ایسے مصوتے جو ایک ساتھ آئیں تو یہ مخلوط آواز دہرا مصوتہ کہلاتی ہے۔ انھیں ملواں مصوتے بھی کہا جاتا ہے۔ جیسے 'کئی' میں زبر کے بعد مصوتی آواز 'ی' کے آنے سے دہرا مصوتہ وجود میں آتا ہے۔ اردو میں واؤ لین اور یائے لین دہرے مصوتے ہیں۔ یہ ایک معیار سے دوسرے معیار تک تدریج کرتے ہیں۔ اسی لیے ان کو مصوتی تدریجیہ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان کی ادائیگی کے وقت زبان کسی خاص مصوتے کے مقام سے شروع ہوتی ہے اور دوسرے مصوتے کے مقام کی طرف بڑھتی ہے، جیسے: /ai/، /oi/، /eu/، /ia/ ان کی مزید دو قسمیں متصور ہیں: پہلی قسم وہ ہے جس میں دونوں مصوتے الگ الگ ادا ہوتے ہوں اور دونوں الگ صوت رکنوں کا حصہ ہیں۔ جیسے معآ۔ آئی۔ مائل وغیرہ۔

دوسری قسم وہ ہے جس میں دونوں مصوتے باہم اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ ان کو الگ کرنا مشکل ہو جائے اور دونوں کی ادائیگی ایک ہی سانس میں ہو جائے۔ ان دونوں قسموں کے بارے میں ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں کہ اول الذکر کو مرکب مصوتے یا مصوتی خوشہ (Vowel Cluster) کہیں گے اور موخر الذکر کو (Diphthong)۔ ڈفتھانگ کو اردو میں دہرا مصوتہ کہہ سکتے ہیں۔ گو یہ دو اجزا پر مشتمل ہوتا ہے لیکن عملاً اسے ایک ہی مانا جاتا ہے۔ ان کو ادا کرنے میں پہلے مصوتے کی تلفیظ کو مکمل نہ کر کے زبان دوسرے مصوتے کے محل تلفیظ کی طرف چل دیتی ہے اور یہ روش اتنی نرم ہوتی ہے کہ موڑ کا احساس نہیں ہوتا۔ دوسرے مصوتے کو بھی پورا ادا نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے محل تلفیظ سے کسی قدر پہلے ہی رک جاتے ہیں۔ اس طرح اس کے دوسرے جزو کو (Vowel Glide) کہتے ہیں چوں کہ یہ دونوں مصوتے زن و شوہر کی طرح مل کر ایک شخصیت رکھتے ہیں اس لیے کبھی کبھی پورے دہرے مصوتے کے لیے بھی (Vowel Glide) کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔[۱۵]

نیم مصوتے: اردو میں کچھ نیم مصوتے بھی ہیں۔ شمشاد زیدی اپنی کتاب "اردو زبان کا لسانیاتی تجزیہ" میں نیم مصوتے کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس کے تلفظ میں مصمتے کی طرح ہوا نہ تو کہیں رکتی ہے اور نہ ہی کہیں رگڑ کھاتی ہے اور نہ ہی مصوتے کی طرح بغیر کسی تلفظ کا رکو چھوئے ہی ادا ہوتی ہے اس لیے اس کو نیم مصوتے کہہ سکتے ہیں۔"[۱۶]

شمشاد زیدی کے مطابق اردو میں نیم مصوتے صرف دو ہی ہیں ان کی تفصیل اور ان کی ابتدائی، درمیانی اور آخری حالتوں میں مثالیں درج ذیل ہیں:

مسموع لب دنتی نیم مصوتہ (و) جیسے واو۔ دوا۔ محو۔

اس نیم مصوتے کے تلفظ کے وقت اوپری دانت نچلے لب کو چھوتے ہیں اور صوت تانت مرتعش ہوتے ہیں۔

مسموع تالوئی نیم مصوتہ (ی) جیسے یاد۔ بیان

اس نیم مصوتے کی ادائیگی کے وقت زبان کا درمیانی حصہ تالو کی جانب اس طرح اٹھتا ہے کہ ہوا مستقل نکلتی ہے اور صوت تانت میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے۔ یہ نیم مصوتہ لفظ کے شروع میں اور درمیان میں ہوتا ہے جب کہ لفظ کے آخر میں نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اوپر کی مثالوں میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔[۱۷]

صوت رکن (SYLLABLE): کسی بھی زبان کی ادائیگی کے وقت ہوا ایک لخت باہر نہیں نکلتی بلکہ زبان کی آوازوں کے ٹکڑے اور ہوا کی نکاسی دونوں میں ایک تعلق ہوتا ہے۔ صوتی لحاظ سے زبان کی ادائیگی کے وقت آوازیں گروہوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں ان تنفسی گروہوں کو صوت رکن کہا جاتا ہے۔

رکن کیا ہے؟ رکن کے ضمن میں شمشاد زیدی لکھتے ہیں کہ آوازوں کے تجزیئے کے لیے رکن بطور اکائی کے استعمال ہوتا ہے۔ ہوا پھیپھڑوں سے مسلسل نہیں آتی بلکہ تقریباً پانچ بار فی سیکنڈ کے حساب سے چھوٹی چھوٹی پھونکوں کی صورت میں منہ سے باہر اس طرح نکلتی ہے کہ سینے کے عضلات یکے بعد دیگرے سکڑتے اور پھیلتے رہتے ہیں۔ ان عضلات کی ہر تحریک کو صدری حرکت کہتے ہیں جو ایک رکن کی تشکیل میں معاون ہوتی ہے۔[۱۸]

ڈاکٹر اقتدار حسین خان نے صوت رکن کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

"زبان کی ادائیگی کے وقت سانس کی ہوا ایک دم باہر نہیں نکلتی، بلکہ زبان کی آوازوں کے ٹکڑے اور سانس کی ہوا کی نکاسی دونوں میں ایک ربط رہتا ہے۔ صوتی اعتبار سے زبان کی ادائیگی کے وقت آوازیں گروپ میں تقسیم ہو جاتی ہیں جن کو تنفسی گروہ کہتے ہیں۔ یہ گروہ صوت رکن کہلاتے ہیں۔ کسی بھی تقریر کو صوت رکن میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔"[۱۹]

الفاظ میں صوت رکن کی تعداد مختلف زبانوں میں مختلف ہوتی ہے۔ ایک زبان میں ایک سے لے کر چھے رکن تک ہو سکتے ہیں۔ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ ہو سکتے ہیں۔ ذیل میں اردو اور بلتی زبان کے الفاظ دیئے جائیں گے جن میں ایک سے لے کر پانچ تک رکن موجود ہیں:

ارکان	اردو مثالیں	بلتی مثالیں
ایک رکن والے الفاظ:	آب۔ جام۔ آ۔ جو	کھا (برف) چھو (پانی)

دو رکن والے الفاظ:	آئی۔ صدا	ناتی(ہمارا) اتا(باپ)
تین رکن والے الفاظ:	سلامی۔ دروازہ	عضون تنگ کھن (جھوٹا)
چار رکن والے الفاظ:	دیا سلائی۔ سرمے دانی	ننگ کھنگما (گھربار)
پانچ رکن والے الفاظ:	ستم ظریفیاں	گو تھر وسونگفا (جس کا سر نیچا ہو)

کسی لفظ میں جتنے مصوتے اور مصمتے ہوں گے اس میں اتنے ہی رکن ہوں گے اس طرح ایک رکن کی ساخت وجود میں آئے گی۔ ساخت کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اردو زبان میں ایک رکن کی جو مختلف صورتیں متصور ہو سکتی ہیں وہ اس طرح ممکن ہے کہ رکن ایک ہی مصوتے پر مشتمل ہو جیسے آ۔ ایک مصوتے کے بعد ایک مصمتہ آ جائے جیسے آج۔ ایک مصوتے کے بعد دو مصمتے آ جائیں، جیسے اَجر۔ ایک مصمتے کے بعد ایک مصوتہ آ جائے مثلاً دو۔ ایک مصوتہ ہو اور اس کے اطراف میں ایک ایک مصمتہ ہو جس طرح شام کی مثال لی جاسکتی ہے۔ اگلی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایک مصمتے کے بعد ایک مصوتہ آئے اور اس کے بعد دو مصمتے آ جائیں، جیسے ذکر۔ دو مصمتے ہوں اور پھر ایک مصوتہ آئے، مثلاً کیا۔ اسی طرح دو مصمتے اور ایک مصوتہ ہو اور آخر میں ایک مصمتہ ہو جیسے پیاز۔

- **انفی مصمتے**

جب منہ میں موجود ہوا کے راستے کو مکمل طور پر بند کیا جائے اور آواز دہن کے بجائے ناک کے راستے سے نکالی جائے تو اس نوعیت کے مصمتے انفی مصمتے کہلاتے ہیں۔ اردو میں ایسے انفی مصمتے دو ہیں: م اور ن۔ میم کی آواز غیر ہائیہ مسموع دولبی انفیہ ہے جب کہ نون کی آواز غیر ہائیہ مسموع لثوی انفیہ ہے۔ یہ آوازیں تمام حالتوں میں پائی جاتی ہیں جب "ن" کی آواز کسی بندشی مصمتے سے پہلے واقع ہو جائے تو اسی مصمتے کی ادائیگی کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

اگر مصمتہ مابعد حنکی، دندانی یا معکوسی ہو تو ایسی صورت میں مرکب الفاظ میں بھی ہم مخرجی بندشیت کا رجحان دیکھنے کو ملتا ہے۔ جیسے کن ٹوپ اور ان داتا۔

ڈاکٹر مسعود حسین خاں نے مصمتی اور ہم مخرجی انفیت کی ساری مثالوں کے لیے ایک فارمولہ وضع کیا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

الف: دولبی "م"

ب۔ہم مخرجی "ن"

ج۔غیر ہم مخرجی "ن"[۲۰]

بلتی میں مصمتوں کو انفیائے جانے کا عمل نہایت آسان ہے کیوں کہ بلتی میں ایسے الفاظ بہت زیادہ ہیں جن میں نون غنہ موجود ہو، ثانیاً بلتی میں نون غنہ کو متحرک پڑھا جاتا ہے جیسے: ننگ (گھر)، نیا (مچھلی)۔بلتی میں جمع کے اکثر صیغوں میں بھی انفی عنصر غالب ہے، جیسے: فروگنگما (سارے بچے)۔

- **انفی مصوتے**

کسی مصوتے کی ادائیگی کے وقت جوف دہن بند ہو یا اسے بند کیا جائے اور ہوا ناک سے نکالی جائے تو اس عمل کو مصوتوں کی انفیت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ایسی حالت میں ادا ہونے والے مصوتوں کو انفی مصوتے کہا جاتا ہے۔ اردو زبان میں سوائے تین مصوتوں کے جو کہ "اِ، اَ اور اُ" ہیں باقی سارے مصوتوں میں انفیت ہوتی ہے۔ لیکن مذکورہ تین آوازیں اگر لفظ کے آخر میں آجائیں تو ان میں انفیت نہیں ہوتی۔ بلتی زبان میں مصوتوں کو انفیائے جانے کا عمل آسان ہے کیوں کہ بلتی میں نون غنہ والی آوازوں کی کثرت ہے۔ ذیل میں انفی مصوتوں کی ابتدائی، درمیانی اور آخری حالت کی مثالیں دی جاتی ہیں:

مصوتے		اردو مثالیں			بلتی مثالیں
الف:اِیں	جیسے	اینٹ	نیند	دیں	سٹینگ (دل)
ب:اِن	جیسے	انگلینڈ	کھنچا		جینگمہ (گردن)
ج:ایں	جیسے	اینڈورا	گیند	میں	ہلتوینگ (پیٹ میں)
د:اَیں	جیسے	اَینٹھ	قینچی	مَیں	تھینما (کھینچنا)
ہ:اَں	جیسے	اندھیرا	ہنس		تھنس (مطلع صاف ہوا)
و:وٗں	جیسے	اوٗنچا	سوٗنڈ	جوٗں	کھونگ (وہ لوگ)
ز:اُ ں	جیسے	اُنڈیل	مُند		پھونگما (بھوسہ)
ح:اوں	جیسے	اوندھا	گوند	بھادوں	اونگ (آ)
ط:اَوں	جیسے	اَونٹ	چَوندھ	بَھوں	تھونگس (دیکھا)

ی: آں　　جیسے　　آنچ　　کانچ　　رَواں　　زانگس (پیتل)

ڈاکٹر مسعود حسین خاں انفی مصوتوں سے متعلق لکھتے ہیں:

"اردو کے تمام مصوتے انفیائے جاسکتے ہیں، اگر چہ تمام حالتوں میں نہیں۔

ڈاکٹر گیان چند مصوتوں میں انفیت سے متعلق لکھتے ہیں:

"غنّائی مصوتے کے تلفظ میں بیک وقت ناک اور منہ دونوں سے سانس باہر نکلتا ہے۔ اردو کے تیرہ مصوتوں میں غنائیت کی مثالیں ملتی ہیں۔ ملاحظہ ہو:

اینٹ۔ سنچائی۔ سینک۔ سائیں۔ مائیں۔ اینٹھ۔ گنوار۔ سانس۔ بھونک۔ پہنچ۔ گاؤں۔ جونک۔ کنواں۔ گھونٹ۔"[۲۱]

"لسانی مطالعے" میں انفی آوازیں کو غنّائی اصوات سے تعبیر کیا ہے اور کسی بھی آواز کے منہ یا ناک کے راستے خارج ہونے کے عمل کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

ا۔ غیر غنّا آوازیں۔ حلق سے ناک میں جانے والا راستہ بند ہو جاتا ہے اور سانس محض منہ سے نکلتا ہے۔

ب۔ غنّائی مصوتے۔ سانس محض ناک سے خارج ہوتا ہے اور منہ کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔

ج۔ مصوتوں کی غنّائیت۔ سانس بیک وقت ناک اور منہ دونوں سے باہر نکلتا ہے۔[۲۲]

ڈاکٹر گیان چند نے ہندی میں پانچ غنّائی اصوات جب کہ اردو میں دو آوازوں کی نشان دہی کی ہے اور وہ "ن" اور "م" ہیں۔[۲۳]

ماحصل:

زیر نظر مقالے میں اختصار کے ساتھ صوتیات اور اس کے مبادیات سے بحث کی گئی ہے۔ اعضائے تکلم میں وہ تمام اعضا شامل ہیں جو آوازوں کی ادائیگی میں بلاواسطہ یا بالواسطہ دخیل ہوتے ہیں۔ مصوتے اور مصمتے کسی بھی زبان میں اہم کردار ادا کرتے ہیں کیوں کہ کوئی بھی آواز ان دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتی۔ اردو اور بلتی زبان کے مصوتوں اور مصمتوں اور ان کی مثالوں کی مدد سے دونوں زبانوں کے اشتراکات کو بیان کرنے کی بھی ادنیٰ سی سعی کی گئی ہے۔

حوالے

[1] ۔ اقتدار حسین خان، ڈاکٹر، لسانیات کے بنیادی اصول، ایجوکیشنل بک ہاؤس، مسلم یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ، ۱۹۸۵ء، ص ۲۱

[2] ۔ ایضاً ص ۲۱، ۲۲

[3] ۔ ایضاً ص ۲۵

[4] ۔ ایضاً ص ۳۳

[5] ۔ خان، نصیر احمد، اردو لسانیات، اردو محل پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۱۹۹۰ء، ص ۶۷، ۶۸

[6] ۔ جابر حسین، ڈاکٹر، انتقادی زاویے، APWWA پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۲۲ء، ص ۹۹

[7] ۔ ایصاً حوالہ سابق

[8] ۔ یوسف حسین آبادی و دیگر (مرتبین)، بلتی قاعدہ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۰۴ء، ص ۳۶

[9] ۔ اقتدار حسین خان، ڈاکٹر، لسانیات کے بنیادی اصول، ایجوکیشنل بک ہاؤس، مسلم یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ، ۱۹۸۵ء،، ص ۲۵، ۲۶

[10] ۔ زیدی، شمشاد، اردو زبان کا لسانیاتی تجزیہ، کتاب کار، کٹھ پلا، جی ٹی روڈ، علی گڑھ، ۱۹۷۹ء، ص ۱۹

[11] ۔ اقتدار حسین خان، ڈاکٹر، لسانیات کے بنیادی اصول، ایجوکیشنل بک ہاؤس، مسلم یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ، ۱۹۸۵ء، ص ۲۶

[12] ۔ گیان چند، ڈاکٹر، لسانی مطالعے، نیشنل بک ٹرسٹ، نئی دہلی، ص ۵۳

[13] ۔ نصیر احمد خان، ڈاکٹر، اردو ساخت کے بنیادی عناصر، اردو محل پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۱۹۹۰ء، ص ۹۳

[14] ۔ یوسف حسین آبادی و دیگر (مرتبین)، بلتی قاعدہ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۰۴ء

[15] ۔ گیان چند، ڈاکٹر، عام لسانیات، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۵ء، ص ۱۱۷

[16] ۔ زیدی، شمشاد، اردو زبان کا لسانیاتی تجزیہ، کتاب کار، کٹھ پلا، جی ٹی روڈ، علی گڑھ، ۱۹۷۹ء، ص ۴۳

[17] ۔ ایضاً، ص ۴۳، ۴۴

[18] ۔ زیدی، شمشاد، اردو زبان کا لسانیاتی تجزیہ، کتاب کار، کٹھ پلا، جی ٹی روڈ، علی گڑھ، ۱۹۷۹ء، ص ۵۴

[19] ۔ اقتدار حسین خان، ڈاکٹر، لسانیات کے بنیادی اصول، ایجوکیشنل بک ہاؤس، مسلم یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ، ۱۹۸۵ء، ص ۴۰

[20] ۔ خاں، مسعود حسین، اردو لفظ کا صوتیاتی اور تجز صوتیاتی مطالعہ، ترجمہ و ترتیب: مرزا خلیل احمد بیگ، شعبہ مطبوعات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۱۹۸۶ء، ص ۴۳

[21] ۔ گیان چند، ڈاکٹر، لسانی مطالعے، نیشنل بک ٹرسٹ، نئی دہلی، ۱۹۷۳ء، ص ۸۲، ۸۳

[۲۲] ۔ ایضاً، ص ۷۶

[۲۳] ۔ ایضاً، ص ۷۶